ڈاکٹر ذاکر نائیک کا چینل Pace کسی حد تک یہ فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ ٹی وی کا بہترین استعمال ہی یہی ہے کہ اس کے ذریعے اسلام کی دعوت کو گھر گھر پہنچایا جائے۔ اہل علم اور جماعتوں کے قائدین مل کر یہ کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ اگرچہ انفرادی طور پر کیبل کے ذریعے یہ کام جاری ہے' لیکن اس میں وسعت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

عوامی فیصلے ...... لمحہ فکریہ!

بانی پاکستان محمد علی جناح نے قیام پاکستان کے مقاصد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ پاکستان اسلام کی بہترین تجربہ گاہ ہوگی اور اس میں ایک ایسا معاشرہ قائم ہوگا' جس کی بنیاد اسلام پر ہوگی۔

اسلامی ریاست' کا تصور اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ معاشرہ ادخلو فی السلم کافہ کی عملی تصویر نہ ہو۔ کیونکہ محض نماز' روزہ' حج' زکوۃ ادا کر لینے یا نکاح اور جنازہ اسلامی طریقہ کار کے مطابق ادا کر لینے سے اسلامی معاشرہ تشکیل نہیں پاتا بلکہ جب تک اس کے عقائد' عبادات' معاملات' اخلاقیات' اقتصادیات' مالیات' نظام عدل' تعلیم' تجارت' لین دین' اسلامی اصولوں پر مبنی نہ ہوں۔ غرضیکہ تمام شعبہ ہائے زندگی اپنے اپنے مقام پر اسلام کے تابع اور اس کی ہدایات کے مطابق کام کر رہے ہوں۔ ایسی صورت میں تشکیل پانے والا معاشرہ ہی اسلامی معاشرہ کہلانے کا حقدار ہوگا۔

لیکن کس قدر دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ ہم نے لاکھوں افراد کی قربانی دے کر جو ملک صرف اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا' ساٹھ سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود جوں کا توں ہے۔ کسی ایک شعبے کو بھی اسلام کے تابع نہ کر سکے اور نہ ہی اب تک اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے کوئی سنجیدہ کوشش ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ پاکستانی سوسائٹی مختلف طرزِ زندگی کا مجموعہ بن گئی اور ایسی سوسائٹی میں جرائم کو پھلنے پھولنے کا بہترین موقعہ ملتا ہے اور جرائم پیشہ لوگ پوری آزادی سے اپنا کام کرتے ہیں۔

اسلامی ریاست کا اہم ستون عدلیہ ہے۔ جس کی بنیاد پر معاشرہ میں عدل اور توازن قائم رہتا

ہے اور لوگ پُر سکون زندگی بسر کرتے ہیں۔ قانون کی بالادستی سے جہاں عوام الناس مطمئن ہوتے ہیں' وہاں ملزم کو بھی تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے کہ اسے جرم کی سزا صرف عدالت سناتی گی۔ کوئی دوسرا اسے سزا نہیں دے سکتا' بفرض محال اگر عدلیہ موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں نہ صرف عام لوگ متاثر ہوتے ہیں بلکہ ملزم بھی عدل وانصاف سے محروم ہو جاتے ہیں۔

اس کا مشاہدہ حال ہی میں ہم نے کراچی میں دیکھا جہاں چند لوگوں نے ڈاکو پکڑ کر موقعہ پر مارا پیٹا اور پھر مشتعل ہجوم نے انہیں زندہ جلا دیا۔ بظاہر لوگوں نے عدالتی نظام سے مایوس ہو کر خود ہی یہ انتہائی قدم اٹھایا ہے۔ ان کا یہ اقدام غیر مہذب معاشرے کی واضح نشاندہی کرتا ہے اور کوئی بھی سنجیدہ اور باشعور شہری اس کی حمایت نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ زندہ جلانا انتہائی بھیانک جرم ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر لوگوں نے ایسا طرزِ عمل کیوں اختیار کیا؟ اور وہ کون سے عوامل ہیں جن کی بنیاد پر یہ انتہائی قدم اٹھایا گیا۔ ان سوالات کا جواب بہر حال حکومت وقت کے ذمہ نہ صرف واجب ہے' بلکہ ان کے حل تلاش کرنا بھی از حد ضروری ہے۔ یہ آگ جو اہل کراچی نے لگائی' اب اس کے شعلے دیگر شہروں میں بھی دیکھے جا رہے ہیں۔ لاہور میں بھی ایسا المناک حادثہ ہوتے ہوتے رہ گیا اور پولیس کی بروقت کارروائی سے ڈاکو زندہ جلنے سے بچ گئے۔

اب بھی وقت ہے کہ ہم غور وفکر اور تدبر سے کام لیں اور ایسے حالات پیدا نہ ہونے دیں کہ لوگ بازاروں میں انصاف کرنے لگیں اور اس بھیانک کھیل میں ذاتی عناد اور دشمنیاں بھی شامل ہو جائیں اور پورا ملک خانہ جنگی کی شکل اختیار کر لے۔ اس لیے حکمرانوں کے ساتھ عدالت عظمیٰ کو بھی اس اہم نکتہ پر غور کرنا چاہیے۔ لوگوں کو جلد اور سستا انصاف فراہم کرنا چاہیے۔ لوگ انصاف ہوتا ہوا محسوس کریں۔ تب ایسے گھناؤنے واقعات رُک سکتے ہیں۔ ورنہ خاکم بدہن پورا ملک قتل گاہ میں تبدیل ہو سکتا ہے اور لوگ عدالت کی طرف رجوع کرنے کی بجائے اپنے فیصلے خود کرنے لگیں گے۔

اللہ تعالیٰ وطن عزیز کی حفاظت فرمائے اور اس کے مقاصد کو حاصل کرنے میں خلوص عطا فرمائے۔

☆......☆......☆......☆......☆